درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

# اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
## جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

## باب ماجاء فی حق الجوار
### حقوق ہمسائیگی کا بیان

حدثنا محمد بن عبدالاعلی ثنا سفیان عن داؤد بن شابور و بشیر ابی اسماعیل عن مجاهد أن عبدالله بن عمرو ذبحت له شاة فی أهله فلما جاء قال: أهديتم لجارنا اليهودی؟ أهديتم لجارنا اليهودی؟ سمعت رسول الله ﷺ يقول! مازال جبرئيل يوصينی بالجار حتی ظننت انه سيورّثه"...... وفی الباب عن عائشة و ابن عباس و عقبة بن عامر و ابی هريرة و انس و عبدالله بن عمر و المقداد بن الاسود و ابی شريح و ابی امامة. هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه. وقد روی هذا الحديث عن مجاهد عن عائشة و ابی هريرة ايضا عن النبی ﷺ.

ترجمہ: حضرت مجاہدؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے گھر میں ایک بکری ذبح کی گئی تھی، پس جب وہ گھر آ گئے تو انہوں نے کہا کیا تم نے ہمارے پڑوس والے یہودی کو (اس بکری کے گوشت میں سے) کچھ ہدیہ بھیج دیا ہے؟ کیا تم نے ہمارے پڑوس والے یہودی کو کچھ ہدیہ بھیج دیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت جبرئیل مجھے حق ہمسایہ کے بارے میں تاکید فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس کو عنقریب (اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرے پڑوسی کے مال میں) وارث قرار دیدے گا۔۔۔۔۔۔ اور اس باب میں حضرت عائشہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عقبہ بن عامرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت مقداد بن اسودؓ، حضرت ابوشریحؓ اور حضرت ابوامامہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی روایات مروی ہیں۔

یہ حدیث اس سند کے ساتھ غریب ہے اور یہ حدیث ایک دوسری طریق عن مجاهد عن عائشه و ابی هریره عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم " سے بھی روایت کی گئی ہے۔ یعنی اس حدیث کو حضرت مجاہد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابوہریرۃ سے روایت کیا ہے اور ان دونوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔

حق الجوار: جوار جیم کے کسرہ کے ساتھ فصیح لغت ہے۔ اور جیم کے ضمہ کے ساتھ 'جُوار بھی مستعمل ہے۔ اس کا معنی ہے ہمسائیگی کردن۔

سفیان: سے مراد سفیان بن عینیہ ہے اور داؤد بن شابور یہ ابوسلیمان مکی ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے والد کا نام عبدالرحمٰن ہے اور شابور اس کے دادا کا نام ہے۔ بہرحال یہ داؤد بن شابور ثقہ راوی ہیں۔ ان سے شعبہ اور ابن عینیہ نے روایات نقل کی ہیں۔ اور ابوزرعہ اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دے دیا ہے۔

وبشیر ابی اسماعیل: یہ ابن سلیمان کندی کوفی ہیں۔ یہ بھی ثقہ ہیں۔

اس باب میں ہمسایہ کے حقوق کا بیان ہے' جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک غمخوارگی اور اس کے دکھ درد میں شریک ہونے سے متعلق بہت تاکید فرمائی ہے۔

پڑوسی سے عموماً یہ طمع اور امید بھی ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ احسان کروں اور تکلیف میں اس کے کام آؤں تو کل وہ میرے ساتھ بھی احسان کرے گا۔ اور میری تکلیف میں بھی وہ میرے کام آئے گا۔ پس اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ایک ظاہری داعیہ بھی موجود ہے' مع ھذا جب کوئی آدمی ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی کا خیال نہ رکھے تو وہ دوسرے حقوق العباد کو تو بطریق اولیٰ ضائع کرے گا۔ تو گویا یہ اس آدمی کی بدبختی کی علامت ہوگی۔

کافر پڑوسی کے بھی حقوق ہمسائیگی ادا کرنا لازم ہے: حدیث مذکور کے راوی حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے پڑوسی سے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی میں "جار" ہمسایہ کو عموم پر حمل کیا ہے۔ خواہ ہمسایہ مسلمان ہو یا کافر' ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کرنا لازمی ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنے یہودی ہمسایہ کو گوشت بھیجنے کی ترغیب دیتے ہوئے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا۔ اس وجہ سے محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے۔ خواہ پڑوسی مسلمان ہو یا کافر۔ عبادت گزار ہو یا فاسق و فاجر۔ دوست ہو یا دشمن۔ کوئی مسافر ہو یا اس شہر کا رہنے والا۔ رشتہ دار ہو یا کوئی اجنبی۔ نفع رسان ہو یا ضرر رساں۔ اس کا گھر زیادہ قریب ہو یا کچھ دور۔ ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اس کو اپنی ایذاؤں سے محفوظ رکھنا لازم ہے۔ پھر جس پڑوسی میں اُولیٰ صفات جمع ہو جائے وہ حسن سلوک کا زیادہ حقدار ہوگا' مثلاً کوئی پڑوسی ایسا ہو کہ مسلمان ہو' عبادتگزار ہو' رشتہ دار بھی اور مسافر ہو اور دوست بھی ہو اور گھر بھی زیادہ قریب ہو تو وہ زیادہ حقدار ہوگا حسن سلوک کرنے کی بہ نسبت اس پڑوسی کے جس میں یہ صفات نہ ہوں۔ اسی طرح جس پڑوسی میں اُولیٰ صفات زیادہ جمع ہو جائیں تو اس کو ترجیح دی

جائے گی۔ اور اس طرح ہر قسم کے پڑوسی کو اس کے حسب حال حقوق دیئے جائیں گے۔

**پڑوسی تین قسم کے ہیں:**

طبرانی کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں۔

۱۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک حق ہے۔ یہ مشرک پڑوسی ہے۔ جس کیلئے صرف ہمسائیگی کا حق ہے۔

۲۔ ایک پڑوسی وہ ہے جس کے لئے دو حق ہیں۔ یہ مسلمان پڑوسی ہے جس کے لئے ہمسائیگی کا حق بھی ہے اور اسلام کا حق بھی۔

۳۔ اور ایک پڑوسی وہ ہے جس کے لئے تین حقوق ہیں۔ یہ وہ پڑوسی ہے جو کہ مسلمان اور ذو رحم (قرابتدار) ہے اس کے لئے حق ہمسائیگی، حق اسلام اور حق قرابت (تینوں قسم کے حقوق) ہیں۔

**أهديتم لجارنا اليهودي:** کیا تم نے ہمارے یہودی ہمسایہ کو کچھ دے دیا ہے؟ چنانچہ بعض دفعہ مشرک معاشرہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہندو، سکھ، یہودی، نصرانی وغیرہ مختلف مذاہب کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان بننے سے پہلے ہمارے ہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ ہندو پڑوس میں ہوتے تھے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ یہود بھی رہتے تھے۔ دین اسلام سب کے ساتھ حسن معاشرت کی تعلیم دیتا ہے۔

**ما زال جبرئيل يوصيني بالجار حتى ظننت أنه سيورثه:**

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو کس طرح گمان ہوا کہ ہمسایہ کو میراث میں حقدار ٹھہرایا جاوے گا حالانکہ انبیاء کرام کے متعلق خود جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ نحن معاشر الانبياء لانورث۔ ما تركناه صدقة (الحديث) یعنی ہم زمرہ انبیاء کرام سے کوئی چیز بطور میراث نہیں رہ جاتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ دیتے ہیں وہ صدقہ ہی ہوا کرتا ہے۔ پس جبکہ انبیاءؑ کے رشتہ دار بھی ان کے مال میں وارث نہیں ہوتے تو ہمسایہ کے وارث ہونے کا گمان کیسا ہوا؟

**جواب:** یہ ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے ہمسایہ کے حق میں تاکید فرماتے تھے کہ میں اپنی امت کو ہمسایہ کے حقوق کی رعایت کا حکم دوں اور حضرت جبرائیلؑ اتنی تاکید فرماتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ میری امت کے ایک پڑوسی کے لئے دوسرے کے مال متروکہ میں وارث بننے کا حکم نازل ہوگا۔

اور اگر يوصيني بالجار الخ کا مطلب یہ لیا جاوے کہ حضرت جبریلؑ مجھے اپنے پڑوسی کے حقوق کے بارے میں اتنی تاکید کرتے تھے کہ مجھے گمان ہوا کہ یہ میرے پڑوسی میری میراث میں بھی عنقریب حقدار قرار دیئے جاویں گے۔ تو پھر مذکورہ سوال کا جواب یہ ہوگا کہ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کو یہ علم حاصل نہ ہوا تھا کہ انبیاء کرام میراث نہیں چھوڑ دیتے ہیں اس وجہ سے آپ ﷺ کو یہ گمان ہوا۔